امام کا نماز کے بعد اجتماعی دعا کروانا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: SAR:7573 تاریخ: 12.11.2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہر نماز کے بعد امام صاحب کا اجتماعی دعا کروانا کیسا ہے؟ بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب عطا فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

قرآن و حدیث میں دعا مانگنے کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خود بھی کثرت کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اور اپنی امّت کو بھی بکثرت دعا کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے، بالخصوص نماز کے بعد دعا کرنا، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور سلف صالحین سے ثابت ہے، یونہی اجتماعی دعا کا ثبوت بھی احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ ائمہ میں موجود ہے اور دعا کے آداب میں سے ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عادتِ مبارکہ یہی تھی، لہٰذا نماز کے بعد امام صاحب کا ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروانا ہرگز بدعت نہیں، بلکہ مستحسن اور بہت اچھا کام ہے، مزید یہ کہ فرض نمازوں کے بعد کا وقت حدیث شریف کے مطابق قبولیت کے اوقات میں سے ہے، اس لیے بھی نماز کے بعد دعا کرنی چاہیے، البتہ اتنی بلند آواز سے دعا نہ کی جائے کہ پیچھے نماز پڑھنے والوں کو پریشانی کا سامنا ہو۔

دعا کی فضیلت و اہمیت پر آیات:

دعا کا حکم دیتے ہوئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: "اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔" (پارہ 24، سورۃ المومن، آیت 60)

بالخصوص فرض نمازوں کے بعد دعا کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: "توجب تم فارغ ہو، توخوب کوشش کرو۔" (پارہ 30، سورہ الم نشرح، آیت 7)

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ قرطبی، طبری، بیضاوی، نسفی، جلالین، خازن اور دیگر کتبِ تفاسیر میں ہے، واللفظ للآخر: "قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: إذا فرغت من الصّلاۃ المکتوبۃ، فانصب إلی ربک في الدعاء، وارغب إلیہ في المسألۃ" ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں (آیت کا مطلب یہ ہے کہ) اے محبوب جب آپ فرض نماز

سے فارغ ہو جائیں، تو اپنے رب عزوجل سے دعا کرنے میں کوشش کیجئے اور اس سے سوال کرنے میں رغبت کیجئے۔

(تفسیر خازن، جلد 4، صفحہ 443، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیرِ صراط الجنان میں ہے: "اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں، تو آخرت کے لیے دعا کرنے میں محنت کریں، کیونکہ نماز کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔"

(تفسیرِ صراط الجنان، جلد 10، صفحہ 748، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

احادیثِ مبارکہ:

نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نمازوں کے بعد دعا مانگا کرتے تھے، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: "عن براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، احببنا ان نکون عن یمینہ یقبل علینا بوجهه قال فسمعته يقول رب قنى عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک" ترجمہ: حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب ہم نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پیچھے نماز پڑھتے، تو ہمیں آپ کی دائیں طرف کھڑا ہونا زیادہ محبوب ہوتا تھا تاکہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ (سلام کے بعد) چہرہ انور ہماری طرف پھیریں، کہتے ہیں، پھر میں نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا: اے میرے رب! مجھے اپنے اس دن کے عذاب سے محفوظ فرما جس دن تو اپنے تمام بندوں کو اُٹھائے گا یا جمع کرے گا۔ (صحیح المسلم، کتاب الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 247، مطبوعہ کراچی)

نماز کے بعد دعا نہ مانگنے والے کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے: "عن الأزرق بن قيس قال صلى بنا إمام لنا يكنى أبا رمثة فقال صليت هذه الصلاة أو مثل هذه الصلاة مع النبي صلى الله عليه وسلم. قال و كان أبو بكر و عمر يقومان فى الصف المقدم عن يمينه و كان رجل قد شهد التكبيرة الأولى من الصلاة فصلى نبي الله صلى الله عليه وسلم ثم سلم عن يمينه وعن يساره حتى رأينا بياض خديه ثم انفتل كانفتال أبي رمثة يعني نفسه فقام الرجل الذي أدرك معه التكبيرة الأولى من الصلاة يشفع فوثب إليه عمر فأخذ بمنكبه فهزه ثم قال اجلس فإنه لم يهلك أهل الكتاب إلا أنه لم يكن بين صلواتهم فصل، فرفع النبي صلى الله عليه وسلم بصره فقال: أصاب الله بك يا ابن الخطاب" ترجمہ: حضرت ازرق بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک ایسے امام نے نماز پڑھائی جن کی کنیت ابو رمثہ تھی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نماز یا اسی طرح کی نماز نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ پڑھی اور حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا پہلی صف میں نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی دائیں جانب تھے، ایک شخص تکبیرِ تحریمہ یعنی شروع سے ہی نماز میں شامل تھا، تو جب نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے نماز پڑھا کر دائیں بائیں سلام پھیرا، تو ہم نے محبوبِ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے رخسار کی سفیدی دیکھی، پھر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ایک طرف رخِ انور پھیر کر بیٹھ گئے، جس طرح ابو رمثہ یعنی میں گھوم کر بیٹھا ہوں، تو وہ شخص جو شروع سے ہی نماز میں شامل تھا، کھڑا ہو کر بقیہ نماز پڑھنے لگا، تو سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہ اس کی طرف لپکے اور اس کو کندھے سے پکڑ کر کھینچا اور فرمایا بیٹھ جا، اہلِ کتاب اسی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ وہ اپنی نمازوں میں (دعا وغیرہ کے ذریعے) فاصلہ نہیں کرتے تھے، تو نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نگاہِ مبارک اٹھا کر فرمایا: اے خطاب کے بیٹے اللہ پاک تیرے ذریعے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الرجل یتطوع، جلد 1، صفحہ 152، مطبوعہ لاہور)

اجتماعی دعا کا ثبوت:

اجتماعی دعا کو اللہ پاک قبول فرماتا ہے، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: "عن حبیب بن مسلمة الفهري سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: لا یجتمع ملأ فیدعو بعضهم ویؤمن سائرهم إلا أجابهم اللہ" ترجمہ: حضرت حبیب بن مسلمہ الفہری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی قوم جمع ہو اور ان میں سے ایک دعا کرے اور بقیہ اس پر آمین کہیں، تو اللہ پاک ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔

(المعجم الکبیر، حبیب بن مسلمه، جلد 4، صفحہ 21، مطبوعہ القاھرہ)

نماز کے بعد امام کو سب کے لیے اجتماعی دعا کرنی چاہیے، چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "لا یؤم رجل قوما فیخص نفسه بالدعاء دونهم، فإن فعل فقد خانهم" ترجمہ: جو شخص کسی قوم کا امام ہو، تو اسے لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لیے دعا نہیں کرنی چاہیے، اگر اس نے ایسا کیا، تو اس نے ان کے ساتھ خیانت کی۔

(سننِ ابی داود، کتاب الطهارة، جلد 1، صفحہ 23، مطبوعہ لاہور)

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے: "عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إذا دعوت اللہ فادع ببطون کفیک، ولا تدع بظهورهما، فإذا فرغت فامسح بهما وجهک" ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب اللہ پاک سے دعا کرو، اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں سے دعا کیا کرو اور ہاتھوں کی پشت سے نہ کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ، تو ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو۔

(سنن ابنِ ماجه، باب رفع الیدین فی الدعاء، صفحہ 411، مطبوعہ لاہور)

فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: "عن أبي أمامة، قال: قیل یا رسول اللہ: أي الدعاء أسمع؟ قال: جوف اللیل الآخر، ودبر الصلوات المکتوبات" ترجمہ: حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا: رات کے آخری پہر میں کی گئی دعائیں اور فرض نمازوں کے بعد کی گئی دعائیں۔

(ترمذی، ابواب الدعاء، جلد 4، صفحہ 404، مطبوعہ بیروت)

فقہی جزئیات:

نماز کے بعد امام کے لیے لوگوں کی طرف منہ کر کے اجتماعی دعا کرنے کے مستحب ہونے کے متعلق نور الایضاح میں ہے: "لا

بأس بقراءة الأوراد بين الفريضة والسنة ويستحب للامام بعد سلامه ... أن يستقبل بعده الناس ويستغفرون اللہ ثلاثا ویقرءون آیة الکرسي ... ثم یقولون لا إله إلا اللہ وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شيء قدير، ثم يدعون لأنفسهم وللمسلمين رافعي أيديهم ثم يمسحون بها وجوههم في آخره" ترجمہ: فرض و سنن کے درمیان اَوْرَاد و وَظائف پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور امام کے لیے مستحب ہے کہ سلام کے بعد لوگوں کی طرف منہ کرلے اور پھر سب لوگ تین بار استغفار کریں اور آیت الکرسی پڑھیں پھر لا إله إلا اللہ وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شيء قدیر کہیں اور پھر سب مل کر ہاتھ اٹھا کر اپنے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا کریں اور پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیں۔

مذکورہ بالا عبارت کے تحت مراقی الفلاح میں ہے: "یستحب الفصل بینهما کما کان علیه السلام إذا سلم یمکث قدر ما یقول: "اللهم أنت السلام ومنک السلام وإلیک یعود السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام" ثم یقوم إلی السنة قال الکمال وهذا هو الذي ثبت عنه صلی اللہ علیه وسلم من الأذکار التي تؤخر عنه السنة ویفصل بینها وبین الفرض" ترجمہ: فرض اور سنن کے درمیان فاصلہ کرنا مستحب ہے، جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس دعا: (اللهم أنت السلام ومنک السلام وإلیک یعود السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام) کی مقدار وقفہ کیا کرتے تھے، پھر سنتوں کے لیے کھڑے ہوتے تھے، علامہ کمال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہی وہ اذکار ہیں جو رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ثابت ہیں کہ جن کی بنا پر سنتوں میں تاخیر کی جاسکتی ہے اور فرض و سنتوں کے درمیان فاصلہ کیا جائے گا۔

(نورالایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی اذکار الواردۃ، صفحہ 118، 119، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ)

علامہ یعقوب بن سیّد علی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 931ھ) لکھتے ہیں: "(یغتنم الدعاء بعد المکتوبۃ) وقبل السنّۃ علی ما روی عن البقالی من انّہ قال الافضل ان یشتغل بالدعاء ثم بالسنّۃ وبعد السنن الاوراد علی ما روی عن غیرہ وھو المشھور المعمول بہ فی زماننا کما لا یخفی (فانّہ مستجاب) بالحدیث وقد قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی حدیث رواہ ابن عباس رضی اللہ عنھما (ومن لم یفعل ذلک فھو خداج) ای من لم یدع بعد الصلوات رافعا یدیہ الی ربّہ مستقبلا ببطونھا الی وجھہ ولم یطلب حاجاتہ قائلا یا ربّ یا ربّ، فما فعلہ من الصلوات ناقصۃ عند الحق سبحانہ" ترجمہ: فرض نماز کے بعد اور سنتوں سے پہلے، امام دعا میں مشغول ہو، اس بنا پر جو بقالی سے مروی ہے کہ افضل یہ ہے کہ پہلے دعا کی جائے، پھر سنتیں پڑھی جائیں اور ان کے علاوہ دیگر کی روایت کے مطابق مسنون اَوْرَاد پڑھ کر دعا کی جائے، جیسا کہ ہمارے ہاں معمول بھی ہے، جو کسی پر مخفی نہیں اور حدیثِ پاک کے مطابق اس وقت دعا قبول ہوتی ہے اور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا جس کو حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے روایت کیا کہ جو اس طرح نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے، یعنی نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر، ہتھیلیاں سامنے پھیلا کر اپنی حاجات کے لیے دعا نہ کرے اور یاربّ یا

ربّ نہ پکارے، اس کی نماز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک ناقص ہے۔
(مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام، کتاب الصلوٰۃ، باب آداب الصلوٰۃ، صفحہ 150، 151، مطبوعہ المکتبۃ الحقیقۃ استنبول، ترکی)

نماز کے بعد اجتماعی دعا کو بدعت کہنے والوں کو جواب دیتے ہوئے شیخ العرب والعجم علامہ ہاشم سندھی ٹھٹھوی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1174ھ) لکھتے ہیں: ”اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ائمہ کرام مساجد میں نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں، جس طرح ابھی دیارِ عرب و عجم میں متعارف ہے، یہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی اس باب میں کوئی حدیث مذکور ہے، تو میں کہتا ہوں اس اعتراض کے بہت سے جوابات ہیں: پہلا جواب یہ ہے کہ جس نے بدعت کا حکم لگایا وہ شخص ان احادیث پر مطلع ہی نہیں جو نماز کے بعد ماثور دعاؤں کے بارے میں وارد ہیں، اس لیے اس نے کہا کہ اس باب میں کوئی حدیث مذکور نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جو شخص نماز کے بعد دعا کو بدعت کہہ رہا ہے، بلاشبہ اس کا قول ہرگز صحیح نہیں، کیونکہ یہ قول بہت سی احادیثِ نبویہ اور روایاتِ فقہیہ سے مردود ہے، جن کو ہم (پیچھے) بیان کر آئے ہیں اور وہ احادیث و روایاتِ فقہیہ اس بات پر دالّ ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعا سنّت ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر معترض کی یہ مراد ہے کہ نماز کے بعد اس کیفیت سے دعا مانگنا کہ امام ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور مقتدی آمین آمین کہیں، یہ بدعت ہے، تو یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا سننِ دعا سے ہے اور اسی طرح دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا یہ بھی سننِ دعا سے ہے اور یہ امور سنّتِ مستحبہ مؤکدہ ہیں اور جو امر سننِ ماثورہ سے مرکب ہو اس کے لیے بدعت کا قول درست نہیں ہے، کیونکہ دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا سننِ دعا سے ہے، جو احادیثِ نبویہ اور روایاتِ فقہیہ سے ثابت ہے۔“
(التحفۃ المرغوبۃ فی افضلیۃ الدعاء بعد المکتوبۃ مترجم، صفحہ 60، 61، مطبوعہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان، کراچی)

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”نماز کے بعد دُعا ثابت ہے اور تسبیحِ حضرت بتول زہرا رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا بھی صحیح حدیثوں میں آئی ہے۔ صبح اور عصر کے بعد سنّتیں نہیں ان کے بعد ذکر طویل کا موقع ہے، **مگر مسلمانوں میں رسم یہ پڑگئی ہے اور ضرور محمود ہے کہ بعدِ سلام امام کے ساتھ دُعا مانگتے ہیں اور اگر وُہ دعا میں دیر کرے، منتظر رہتے ہیں**، ان کے ساتھ دعا مانگنے کے بعد متفرق ہوتے ہیں، اس حالت میں تسبیحات کی تقدیم اگر خوب تحقیق ثابت ہو کہ اُن میں کسی ایک فرد پر بھی ثقیل نہ ہو گی، تو کچھ حرج نہیں، ورنہ یہی بہتر ہے کہ خفیف دعا مانگ کر فارغ کر دے، پھر جس کے جی میں آئے تسبیحات میں شامل رہے۔“
(فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، جلد 6، صفحہ 233، 234، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

ایک مقام پر امامِ اہلسنّت علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ جس فرض کے بعد سنّت ہے، اس فرض کے بعد دعا کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا بغیر دعا کے سنّت ادا کرکے یا مختصر دعا کے بعد سنّت شروع کر دی جائے؟ تو جواباً ارشاد فرمایا: ”جائز و درست تو مطلقاً ہے، مگر فصلِ طویل مکروہ تنزیہی و خلافِ اولیٰ ہے اور فصلِ قلیل میں اصلاً حرج نہیں۔ دُرمختار فصل صفۃ الصلوٰۃ میں ہے: ”یکرہ تاخیر السنۃ

الابقدر اللھم انت السلام۔۔ الخ وقال الحلوانی لاباس بالفصل بالاوراد و اختارہ الکمال قال الحلبی ان ارید بالکراھۃ التنزیھیۃ ارتفع الخلاف قلت وفی حفظی حملہ علی القلیلۃ“(ترجمہ:)سنّتوں کامؤخر کرنامکروہ ہے، مگر اللھم انت اسلام الخ کی مقدار، حلوانی نے کہااَوْرَاد اور دعاؤں کی وجہ سے فصل(وقفہ) میں کوئی حرج نہیں۔علامہ کمال نے اسے مختار قرار دیا ہے، حلبی نے کہا کہ اگر کراہت سے مراد تنزیہی ہو، تواختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے، میں کہتا ہوں مجھے یاد آتا ہے کہ حلوانی نے اسے اَوْرَادِ قلیلہ پر محمول کیا ہے۔ (دُرمختار مع الردالمختار، جلد2، صفحہ300، مطبوعہ کوئٹہ)

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مزید دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:)اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:”باید دانست آنست کہ تقدیم روایت منافی نیست بعدیتے را کہ درباب بعض ادعیہ واذکار دراحادیث واقع شدہ است، کہ بخواند بعد از نمازِ فجر و مغرب دہ بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر(ملتقطاً) ”ترجمہ: یہاں اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ پہلی روایت بعد والی روایت کے منافی نہیں، کیونکہ بعض دعاؤں اور اذکار کے بارے میں احادیث موجود ہیں، ایک روایت میں ہے کہ نمازِ فجر اور مغرب کے بعد دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے جائیں: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے، حمد اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

(اشعۃ اللمعات، الفصل الاول، من باب الذکر بعد الصلوٰۃ، جلد1، صفحہ418، مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر)

یہاں سے ظاہر ہوا کہ آیۃ الکرسی یا فرض مغرب کے بعد 10 بار کلمہ توحید پڑھنا فصلِ قلیل ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، جلد6، صفحہ234، 237، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06ربیع الآخر 1443ھ/12نومبر 2021ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے